رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہم
خادمِ صحابہ و اہلِ بیتِ اطہار

شیعان علی

بمقابلہ

حضرت علیؓ

سچا کون جھوٹا کون؟

(نہج البلاغہ کی روشنی میں)

مولف

سید خالد حسین شاہ کشمیری

اہتمام

بین الاقوامی تحقیقاتی مرکز، فیصل آباد

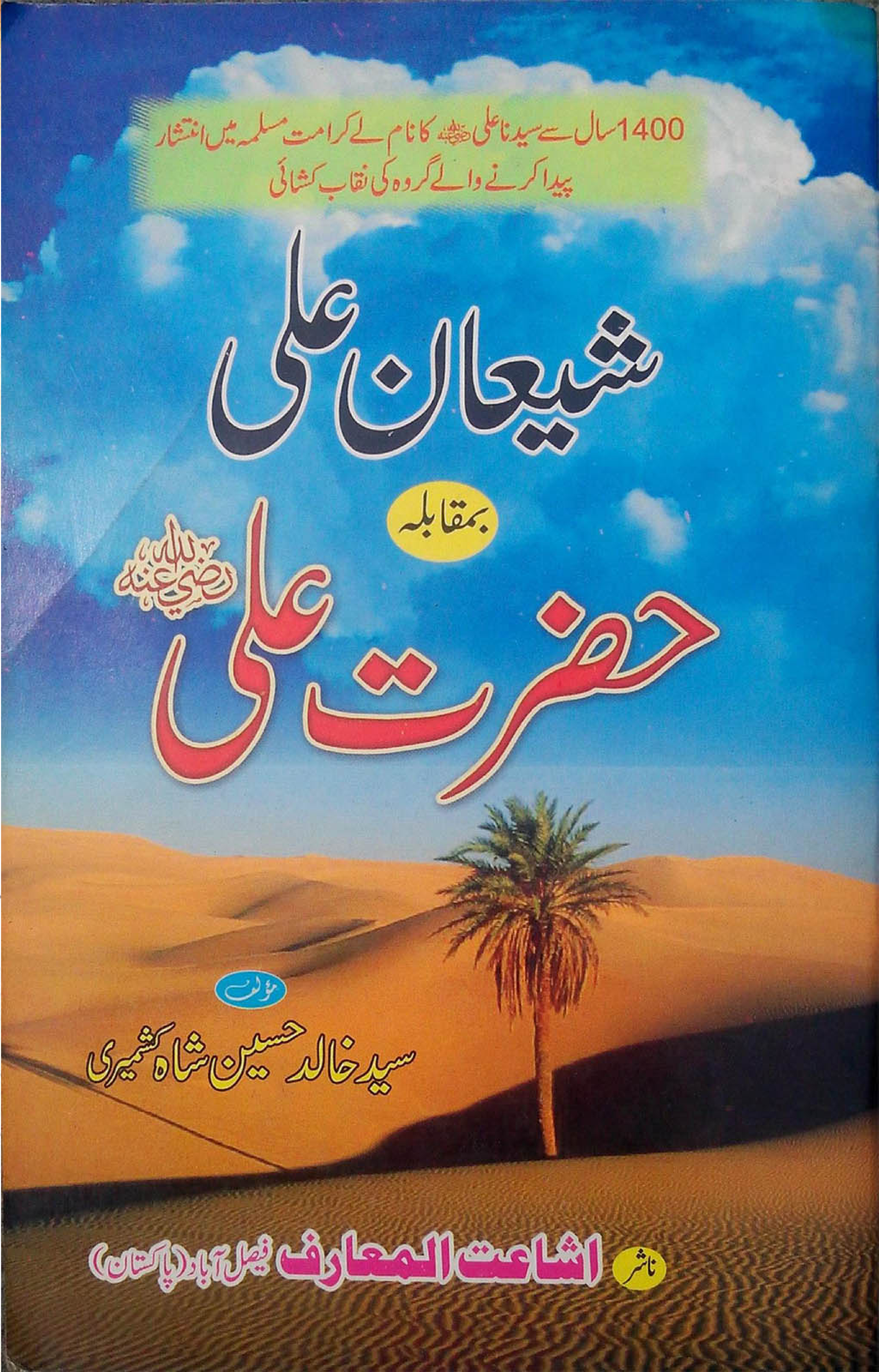

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:	شیعانِ علی بمقابلہ حضرت علیؓ
مولف:	سید خالد حسین شاہ کشمیری
اہتمام:	بین الاقوامی تحقیقاتی مرکز، فیصل آباد
زیرِ نگرانی:	خلافتِ راشدہ ویلفیئر ٹرسٹ
تاریخ اشاعت:	جون 2005ء
تعداد:	1100
صفحات:	48
ہدیہ:	25 روپے
ناشر:	اشاعت المعارف ریلوے روڈ، فیصل آباد

انتساب

بنام

مخدومی سیّد غلام حسین شاہ

اور

الاستاذ سیّد نذیر حسین شاہ

جن کی

مسائی جمیلہ سے احقر کو توحید جیسی نعمت عظمیٰ رب العزت نے نصیب فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مذکورین کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

خالد حسین ذوق

مولانا حالی کا پیغام

"مومنین" کے نام

(ایک رسمی تعریف کے ساتھ)

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر — جھکے آگ پہ بہر سجدہ تو کافر
مگر "مومنوں" پر کشادہ ہیں راہیں — پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
علیؓ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

بشکریہ خواجہ ممتاز احمد

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیزانِ ملت! یہ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اہلِ تشیع کے عقائد و نظریات کا بطلان نہج البلاغہ کے مندرجات سے کر کے لکھی گئی ہے۔ اہلِ تشیع چونکہ قرآن اور حدیث کے منکر ہیں لہٰذا احقر نے سوچا کہ اُن کے عقائد و نظریات کا رد، انہی کی کسی معتبر کتاب کی مدد سے کیا جائے۔ چنانچہ اللہ رب العزت کی دی ہوئی توفیق سے اہلِ تشیع کی معتبر ترین کتاب کی مدد سے اُن کے چند اہم عقائد کا رد کیا گیا ہے۔

میں سید صداقت حسین عسکری، سید فدا حسین کاظمی اور سید شاہد حسین نقوی جیسے صاحبان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے میرے اندر مختلف مذاہب کو پڑھنے کا شوق پیدا کیا۔ چنانچہ 1978ء سے تاحال احقر مسلسل مختلف مذاہب کا مطالعہ کرتا رہا۔ جبکہ انتساب میں مذکور موخر الذکر میرے اس شوق سے سخت نالاں اور ناراض ہیں۔ حالانکہ احقر جب بھی کوئی چیز پڑھنے کو اٹھاتا ہے سب سے پہلے اپنے خالق حقیقی سے دعا مانگتا ہے کہ یارب اس میں موجود خیر سے مجھے متمتع فرما اور اس کے شر سے محفوظ رکھ۔ مجھے امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری اس دعا کو شرفِ قبولیت کا اعزاز بخشا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری اس پیش کش سے بھٹکے ہوئے جوانوں کو راہ ہدایت سجھائی دے اور مجھے اس کے بدلے میں اُخروی نجات حاصل ہو جائے.........آمین

ضروری وضاحت

.................xxxxx.................

اس کتاب میں دیئے گئے تمام حوالہ جات خواہ وہ نہج البلاغہ کے ہوں یا اہل تشیع کی کسی اور کتاب کے بالکل درست ہیں۔ اگر ایک حوالہ بھی غلط ثابت ہو جائے تو اس کی پوری پوری ذمہ داری مجھ پر ہے اور ہر قسم کا جرمانہ دینے کو تیار ہوں۔

العبد
سید خالد حسین ذوقؔ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

اِنَّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لِلّٰہِ
رَبِّ العٰلَمِین o رب اشرح لی صدری o
ویسرلی امری o واحلل عقدةً من لسانی o
یفقھوا قولی o

امت مسلمہ کے ایسے نوجوان دوستو! جو مطالعہ کی عادت نہ ہونے اور کم علمی کی وجہ سے سبائی فرقے کے جھوٹے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر مذہبِ شیعہ اختیار کر چکے ہوں یا اختیار کرنے کو تیار بیٹھے ہو! آؤ میں تمہیں دعوتِ فکر دیتا ہوں۔

دوستو! سب سے بڑی کامیابی آخرت کی کامیابی ہے اور یہ کامیابی حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ عقیدے کا درست ہونا ہے۔ اب ہمیں کیسے پتہ چلے کہ درست عقیدہ کون سا ہے! ظاہر ہے تمام مسلمان درست عقیدے کو قران اور سیرتِ طیبہ سے تلاش اور حاصل کریں گے۔ چونکہ دین اسلام کے بڑے مآخذ یہی دو ہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس جس فرقے میں آپ لوگوں نے شمولیت اختیار کی ہے۔ یا کرنا چاہتے ہیں وہ فرقہ ان دونوں مآخذوں سے انکاری ہے۔ جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ لہٰذا آپ کے لئے صحیح اور کھرا عقیدہ معلوم کرنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

لہٰذا میں نے سوچا کہ کیوں نہ آپ کو اس عظیم شخصیت کے عقائد اور نظریات بتا دیئے جائیں جن کے نام پر اس فرقے کو یاد کیا جاتا ہے۔ یعنی ''حضرت علیؓ''

چونکہ حضرت علیؓ بھی دوسرے خلفاء کی طرح امت مسلمہ کے قائد اور امام ہیں لہٰذا اُن کی سیرتِ پاک بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور جو لوگ اپنے آپ کو صرف سیدنا علیؓ کا محب اور گروہ کہتے ہیں اُن پر یہ ذمہ داری دو چند ہو جاتی ہے کہ وہ

آں جنابؓ کے اقوال اور سیرت کی نہ صرف مکمل پیروی کریں بلکہ اپنے عقائد و نظریات کو حضرت علیؓ کے عقائد اور نظریات کے مطابق ڈھالیں۔

لیکن افسوس صد افسوس اس طائفے نے نہ صرف قرآن وحدیث کا استہزاء کیا بلکہ حضرت علیؓ کو بھی چھوڑ دیا اور دعویٰ ہے حبِ علی اور حبِ اہل بیت کا!

قارئین کرام! اگلے صفحات میں اہل تشیع کے عقائد و نظریات پڑھیں اور پھر اس کا موازنہ حضرت علیؓ کے خطبات پڑھ کر خود کریں کہ زیرِ بحث گروہ کتاب کے عنوان کا مصداق ہے کہ نہیں۔

آپ خود قاری...... آپ خود جج...... اگر آپ فیصلہ انصاف پر کریں گے تو آپ کامیاب اور راہِ نجات کے مسافر قرار پائیں گے اور اگر تعصب کی دبیز چادر نے آپ کو حق نہ پہچاننے دیا تو یہ آپ کی بدقسمتی ہوگی۔ آپ سے گزارش ہے کہ ہر عقیدہ یا نظریہ غور سے پڑھیں اور اس کے رد میں جو خطبہ درج کیا گیا ہے اُس پر پوری توجہ دیں تب ہی اصل بات سمجھ میں آسکے گی۔ شیعہ کے جو عقائد درج کئے جارہے ہیں یہ ان کی ایسی معتبر کتابیں جنہیں شیعہ مذہب کی بنیاد کہا گیا ہے۔

1) عقیدہ شیعانِ علی! ''یاعلیؓ مدد''

''آدمؑ سے لے کر آج تک اور تا قیامت ہر زمانہ میں انبیاء، صلحا، رُسل، مومنین، جس نے پکارا علیؓ کو پکارا۔ چونکہ خدا اللہ کا ذاتی نام ہے۔ باقی صفاتی نام معصومین کے ہیں۔ لہٰذا رب کے معنی علی ابن طالب ہیں۔ لہٰذا قرآن میں آدمؑ، نوحؑ، ایوبؑ، زکریاؑ، موسیٰؑ اور محمدؐ نے علیؓ کو مدد کیلئے پکارا۔ بلکہ قرآن میں جہاں بھی لفظ رب استعمال ہوا ہے اس سے مراد علیؓ ہی لیا جائے گا۔ (جلاء العیون: ج2 ص63 تا66 خلاصہ)

قارئین کرام! اس سے گمراہ کن عقیدہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ اس باطل عقیدے کے رد میں ہزاروں محکم دلائل لکھے جاسکتے ہیں۔ لیکن کیوں نہ حضرت علیؓ ہی سے

حقیقت حال دریافت کرلی جائے۔

چنانچہ آپؓ اپنے بیٹے محمد بن حنیفہ کو فرماتے ہیں:

واعلم أنَّ النصر مِن عِندِاللّٰہِ سبحانہ

ترجمہ: ''اور یقین رکھنا کہ مدد اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔'' (نہج البلاغہ: ص128)

پھر فرماتے ہیں:

الحمدلِلّٰہِ الذی...... واستعینہ قاھراً قادرِ

ترجمہ: ''سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں...... اور اسی سے مدد چاہتا ہوں۔'' (ایضاً ص:241)

پھر فرماتے ہیں:

الحمدلِلّٰہِ الذی...... ولا استطیعُ ان اٰخُذَ الا ما اعطیتنی

ترجمہ: ''سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں...... مجھ میں کسی چیز کو حاصل کرنے کی قوت نہیں سوائے اُس کے جو تو (اللہ) مجھے عطا کردے۔'' (ایضاً ص:603)

اللہ سے مدد کے خواستگار رہو اور اس سے ہی توفیق و تائید کی دعا کرو۔ (ایضاً:708)

تمہیں ایسی پانچ باتوں کی ہدایت کی جاتی ہے کہ اگر انہیں حاصل کرنے کے لئے اونٹوں کو ایڑ لگا کر تیز ہنکاؤ تو وہ اسی قابل ہوں گی۔

نمبر1: تم میں سے کوئی شخص اللہ کے سوا کسی سے آس نہ لگائے...... الخ (ایضاً:833)

نمبر2: واکثر الاستعانۃ باللّٰہِ یکفیک...... اِن شا اللّٰہ

ترجمہ: اور زیادہ سے زیادہ اللہ سے مدد مانگو کہ وہ تمہاری مہمات میں کفایت کرے گا اور جو مصیبتوں میں مدد کرے گا۔ ان شاءاللہ (ایضاً ص:725)

نمبر3: اِذا کانت لک اِلی اللّٰہ...... فاِنَّ اللّٰہَ...... الخ

جب اللہ تعالیٰ سے کوئی (حاجت) طلب کرو تو پہلے رسولؐ پر درود بھیجو پھر اپنی حاجت مانگو کیونکہ خداوند عالم اس سے برتر ہے کہ اس سے دو حاجتیں طلب کی

جائیں تو وہ ایک کو پوری کر دے اور ایک کو رد کر دے۔ (ایضاً، ص:923)

صاحبانِ بصیرت! خود اندازہ کریں کہ حضرت علیؓ نے جہاں بھی ردِ طلب کی ہے یا طلب کرنے کی نصیحت فرمائی ہے وہ لفظ اللہ (اسم خاص) استعمال کر کے فرمایا ہے تاکہ تعفن زدہ عقیدے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے اور کسی غلیظ دماغ میں رب کے معنی علیؓ ہوں بھی تو اُسے پتہ چل جائے کہ مدد صرف اللہ ہی سے مانگنی چاہیئے۔

چنانچہ شیعانِ علی کا یہ عقیدہ ریت کی دیوار سے بھی کمزور ثابت ہوا اور شیر خدا کی ایک ہی ضرب نے اسے مسمار کر کے رکھ دیا۔

2)......عقیدہ شیعانِ علیؓ! **"بارہ اماموں پر وحی آتی ہے۔"**

سورہ اِنَّا اَنزَلنَا سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول ملائکہ شبِ قدر میں ہوتا رہتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ نزول ملائکہ انبیاء اور اوصیاء ہی پر ہوا کرتا ہے۔ امام مہدی کو اس لئے موجود اور باقی رکھا گیا ہے تاکہ نزول ملائکہ کی بنیادی غرض پوری ہو سکے اور شب قدر میں ان پر نزولِ ملائکہ ہو سکے۔ (چودہ ستارے، ص:569)

یہ ہے اہل تشیع کا عقیدہ جو کہ مرزائیوں سے قطعاً مختلف نہیں۔ اس عقیدے کا بطلان حضرت علیؓ کس انداز سے فرماتے ہیں...... ملاحظہ کیجئے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل وکفن دیتے وقت فرمایا:

"یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ آپؐ کے رحلت فرما جانے سے نبوت، خدائی احکام اور آسمانی خبروں کا سلسلہ ختم ہو گیا جو کسی اور نبیؐ کے انتقال سے قطع نہیں ہوا تھا۔ (نہج البلاغہ، ص:640)

اسے کہتے ہیں ذوالفقار حیدری جس نے نہ صرف جسمانی محاذ پر جوہر دکھائے بلکہ فکری محاذ پر بھی دشمنانِ اسلام کے باطل عقائد کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین

3)......عقیدہ شیعانِ علی

"امام اپنے سے بعد والے امام کو نص سے مقرر کرتا ہے۔"

اور رسول خدا نے علی ابن ابی طالب کو اپنی خلافت کے لئے اختیار کر لیا اور جناب امیرؑ نے مجھے خلافت کے لئے اختیار کر لیا اور میں حسینؓ کو امامت اور خلافت کے لئے اختیار کرتا ہوں۔ (جلاء العیون، ج2 ص120)

چنانچہ اہل تشیع کا یہ عقیدہ ہے کہ 12 امام یکے بعد دیگرے نص سے مقرر کئے گئے۔ اس عقیدہ کے بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کے اس خطاب سے کیا نتیجہ اخذ ہوتا ہے..... آیئے غور سے پڑھتے ہیں:

صفین کے موقع پر جب آپؓ نے اپنے فرزند حسنؓ کو جنگ کی طرف تیزی سے لپکتے ہوئے دیکھا تو فرمایا!

"میری طرف سے اس جوان کو روکو۔ کہیں اس کی موت مجھے بے حال نہ کر دے۔ کیونکہ میں ان دونوں نوجوانوں (حسنؓ، حسینؓ) کو موت کے منہ میں دینے سے بخل کرتا ہوں کہ کہیں ان کے مرنے سے رسول اللہ ﷺ کی نسل قطع نہ ہو جائے۔

(نہج البلاغہ، ص:583)

اب اس عقیدے کا انہدام کس شاندار انداز میں ہوا کہ امام اپنے سے بعد والے امام کو خود مقرر کر کے جاتا ہے۔ اگر امام حسنؓ امام ثانی من اللہ تھے تو حضرت علیؓ کو اس بات کا علم ہونا چاہیے تھا۔ پھر حضرت علیؓ کو اس بات کی فکر کیوں لاحق ہوگئی کہ امام حسنؓ جنگ میں لقمہ اجل نہ بن جائیں۔ حالانکہ حضرت علیؓ نے اپنی وفات کے وقت انہیں امام مقرر کرنا تھا۔ اسی طرح امام حسنؓ نے امام حسینؓ کو امام مقرر کرنا تھا اور بقول اہل تشیع محمدؐ اور آلِ محمدؐ (یعنی۔12 امام) قبل از آفرینش سے ہیں اور اس عہدہ جلیلہ پر فائز چلے آ رہے ہیں۔

لیکن حضرت علیؓ کے خطبے سے اندازہ ہوا کہ یہ ساری کہانی فرضی ہے۔ نبیؐ کے بعد منصوص من اللہ کوئی عہدہ ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل نصیب فرمائے۔

4)......عقیدہ شیعانِ علی:

"امام ازل سے ابد تک تمام امور کا عالم ہوتا ہے"

ان الائمة عليهم السلام يعلمون علم ماكان ومايكون وانهٔ لايخفى عليهم الشيى.

ترجمہ: آئمہ گذشتہ اور آئندہ تمام امور جانتے ہیں اور اُن پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔"

(الاصول من الکافی، ج1 ص260)

یوں تو اس عقیدے کا رد حیات القلوب کی اس روایت سے ہی ہو جاتا ہے کہ "حضرت علیؓ سے پوچھا تم نے پہچانا یہ کون تھے۔ حضرت علیؓ نے عرض کی دحیہ کلبیؓ تھے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: وہ جبرائیلؑ تھے۔" (ج دوم، ص:923)

یعنی اپنے سامنے بیٹھے ہوئے حضرت جبرائیل کو تو پہچان نہ سکے، حالانکہ بقول باقر مجلسی "حضرت علیؓ فرشتوں کے وزیر اعظم ہیں۔"" اُن کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ ماکان ومایکون کا علم رکھتے ہیں کتنا غلط ہے۔ اس سلسلے میں عقیدہ نمبر 3 میں درج خطبہ ہی کافی کیونکہ حضرت علیؓ کو اگر علم ہوتا کہ امام حسنؓ نے میرے بعد بھی زندہ رہنا ہے اور امامت کرنی ہے تو ہرگز اُن کی موت کی طرف سے فکرمند نہ ہوتے بہر حال کچھ خطبات اور ملاحظہ فرمائیے جن میں زیادہ تفصیل سے اس عقیدے کا رد کیا گیا ہے۔

حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ کو وصیت فرماتے ہیں:

"جو چیز جانتے نہیں ہو اس کے متعلق بات نہ کرو...... میں نے وصیت کرنے میں جلدی کی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت میری طرف سبقت کر جائے اور دل کی

بات دل میں رہ جائے .... اور جو چیز تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو اُسے اپنی لاعلمی پر محمول کرو۔ کیونکہ جب تم پیدا ہوئے تو کچھ نہ جانتے تھے بعد میں تمہیں سکھایا گیا اور ابھی کتنی ہی ایسی چیزیں ہیں جن سے تم بے خبر ہو اور تم کوشش کے باوجود اپنے سود و بہبود پر اتنی نظر نہیں رکھ سکتے جتنی کہ میں۔" (نہج البلاغہ: 709,705,704)

حضرت علیؓ نے مالک اشتر کو محمد بن ابی بکر کی جگہ والی مقرر کیا لیکن مالک راستے ہی میں فوت ہو گئے۔ آپؓ نے محمد بن ابی بکر کو خط لکھا...... "بلاشبہ جس شخص کو میں نے مصر کا والی بنایا تھا وہ ہمارا خیر خواہ اور دشمنوں کیلئے سخت گیر تھا۔ خدا اس پر رحم کرے اُس نے زندگی کے دن پورے کر دیئے اور موت سے ہمکنار ہو گیا۔" (نہج البلاغہ، ص: 724)

درج بالا خطبات اور خطوط سے ہر ذی عقل اندازہ لگا سکتا ہے کہ خدا کے سامنے ہر انسان کتنا بے بس ہے اگر حضرت علیؑ پہلے اور آئندہ تمام امور کا علم رکھتے تھے تو ایسے شخص کو والی کیوں بنایا تھا جس نے جائے تعیناتی پر پہنچنے سے قبل ہی رحلت کر جانا تھا۔

پس تم کہا جا رہے ہو۔ (القرآن)

5)......عقیدہ شیعانِ علی:

"امام معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں"

نیز معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح نبیؑ کیلئے اس کا معصوم ہونا ضروری ہے اسی طرح امام کا بھی معصوم ہونا ضروری ہے...... تو امام کا بھی حفظ احکام کیلئے امین اور خطا اور نسیان سے محفوظ ہونا بھی واجب ہے۔" (تحفہ جعفریہ جدید، ص: 28)

اس عقیدے کی رد میں حضرت علیؓ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں:

......"یا یہ کہ محمدؐ کے لائے ہوئے احکام سے انکار کر دوں لیکن آخرت کی سختیاں جھیلنے سے مجھے جنگ کی سختیاں جھیلنا سہل نظر آیا۔" (نہج البلاغہ، ص: 209)

اگر میں گناہ کی طرف پلٹوں تو تُو اپنی مغفرت کے ساتھ پلٹ، بارِالٰہ! جس عمل خیر کے بجالانے کا میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا تھا مگر تو نے اسے پورا ہوتے ہوئے نہ پایا، اُسے بھی بخش دے۔ میرے اللہ! زبان سے نکلے ہوئے وہ کلمے جن سے تیرا تقرب چاہا تھا مگر دل اُن سے ہمنوا نہ ہوسکا اُن سے بھی درگزر کر۔ پروردگار! تو آنکھ کے اشاروں اور ناشائستہ کلموں اور دِل کی بری خواہشوں اور زبان کی ہرزہ سرائیوں کو معاف کردے۔ (نہج البلاغہ، ص:235)

''اے اللہ! میں تجھ سے پناہ کا خواستگار ہوں۔ تیری ثروت کے باوجود فقیرو تہدست رہوں۔ یا تیری رہنمائی کے ہوتے ہوئے بھٹک جاؤں...... اے اللہ! ہم تجھ سے پناہ کے طلبگار ہیں...... اس بات سے کہ تیرے دین سے پھر جائیں یا تیری طرف سے آئی ہوئی ہدایت کو قبول کرنے کی بجائے نفسانی خواہشیں ہمیں برائی کی طرف لے جائیں۔'' (نہج البلاغہ، ص:603)

''کیونکہ میں اپنے آپ کو اس سے بالاتر نہیں سمجھتا کہ خطا کروں اور نہ اپنے کسی کام کو لغزش سے محفوظ سمجھتا ہوں۔'' (نہج البلاغہ، ص:607)

''کچھ لوگوں نے آپ کے روبرو آپ کی مدح وستائش کی تو آپؓ نے فرمایا! اے خدا! جو ان لوگوں کا خیال ہے ہمیں اس سے بہتر قرار دے اور ان لغزشوں کو بخشش دے جن کا انہیں علم نہیں۔'' (نہج البلاغہ، ص:838)

''اب تو مجھے ڈر ہے کہ میں ان کی مدد دینے سے کہیں گنہگار نہ ہوجاؤں۔''
(ایضاً، ص:646)

لیکن مجھے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ چیزیں جن میں لوگوں کے عقائد اور مذہبی خیالات میں اختلاف ہے تم پر اس طرح مشتبہ نہ ہوجائیں جس طرح اُن پر مشتبہ ہوگئی ہیں۔ باوجود ان غلط عقائد کا تذکرہ تم سے مجھے ناپسند تھا مگر اس پہلو کو مضبوط

کردینا تمہارے لئے مجھے بہتر معلوم ہوا۔ اس سے کہ تمہیں ایسی صورت حال کے سپرد کردوں جس میں تمہارے لئے ہلاکت وتباہی کا خطرہ ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت کی توفیق دے گا اور صحیح راستے کی رہنمائی کرے گا۔

(وصیت نامہ امام حسنؓ، نہج البلاغہ، ص:707)

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر حضرت علیؓ یہ جانتے تھے کہ امام حسنؓ معصوم ہیں تو پھر انہیں اس قسم کی وصیت کرنے کا کیا محل جبکہ معصوم کی سیرت کی حفاظت رب العزت کے ذمہ ہوتی ہے اور بار بار اپنے بارے میں کہنا کہ میں گمراہ نہ ہوجاؤں گنہگار نہ ہوجاؤں، اے اللہ میری خطاؤں کو معاف فرما۔ آخر کس لئے۔ کیا حضرت علیؓ امام نہیں تھے۔ کیا وہ معصوم نہیں تھے اگر تھے تو پھر یہ ساری گفتگو عبث ہے اور اگر نہیں تھے (یہی حقیقت ہے) تو ہر انسان کا یہ فرض اولین ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت کا طلبگار رہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کے سارے الفاظ نہ صرف برمحل ہیں بلکہ قابل تقلید بھی ہیں۔

6)...... عقیدہ شیعانِ علی:

''حضورؐ کی رحلت کے بعد سوائے 4 اصحاب کے باقی سب مرتد ہوگئے تھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کے کفر کا اظہار۔''

عیاشی نے بسند معتبر حضرت امام باقر سے روایت کی ہے کہ جب جنابِ رسولؐ خدا کی رحلت ہوئی چار اشخاص علیؓ، مقدادؓ، سلیمانؓ اور ابوذرؓ کے علاوہ سب مرتد ہوگئے۔ (حیات القلوب، ج2، ص:923، اسرار آل محمد، ص:23)

قارئین کرام! اس گمراہ کن نظریئے کے بارے میں حضرت علیؓ کیا فرماتے ہیں، بغور پڑھئے اور فرقہ تشیع کی اسلام دشمنی پر ماتم کیجئے۔

جنگ فارس میں شرکت کے لئے حضرت عمرؓ نے جب حضرت علیؓ سے مشورہ لیا تو آپؓ نے فرمایا:

''ہم سے اللہ کا ایک وعدہ ہے اور وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور اپنے لشکر کی خود ہی مدد کرے گا...... کل اگر عجم والے تمہیں دیکھیں گے تو کہیں گے یہ ہے سردارِ عرب اگر تم نے اس کا قلع قمع کر دیا تو آسودہ ہو جاؤ گے۔ (نہج البلاغہ:396)

''فلاں شخص کی کارکردگیوں کی جزا اللہ سے دے انہوں نے ٹیڑھے پن کو سیدھا کیا، مرض کا چارہ کیا، فتنہ وفساد کو پیچھے چھوڑ گئے، سنت کو قائم کیا، صاف ستھرے دامن اور کم عیبوں کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے، بھلائیوں کو پالیا اور اس کی شرانگیزیوں سے آگے بڑھ گئے۔ اللہ کی اطاعت بھی کی اور اُس کا پورا پورا خوف بھی کھایا۔''

ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے کہ لفظ فلاں سے مراد حضرت عمرؓ ہیں اور یہ کلمات انہی کی مدح اور توصیف میں کئے گئے ہیں۔'' (نہج البلاغہ،ص:629)

ہر ذی عقل اندازہ کر سکتا ہے کہ حضور کی بپا کی ہوئی وہ بے مثل تحریک جس کے بے پناہ ثمرات کے کفار بھی معترف ہیں کو یہ فرقہ جو اپنے آپ کو مسلمان بلکہ مومن کہلانے پر مصر ہے کیسے ناکام قرار دے رہا ہے اور حضرت علی جن اصحاب کو خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں یہ گروہ انہیں کیا کچھ نہیں کہہ رہا۔ اللہ رب العزت ہر انسان کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

7)......عقیدہ شیعانِ علی:

(ماتم کرنا کارِ ثواب ہے)

جب امام حسین شہیدؓ ہوئے ملائیکہ رونے لگے اور کہا! اے خدا ہمارے، تو کیوں غفلت کرتا ہے اور ان سے انتقام نہیں لیتا۔ (جلاء العیون، ج2ص:310)

''کربلا کے پیاسوں کا خوب ماتم کرو۔ شام کے قیدیوں پر دل کھول کر آنسو بہاؤ۔'' (جلاء العیون،ص:45)

حضرت علیؓ کیا ارشاد فرماتے ہیں، خود ملاحظہ فرمالیں:

رسول اللہ کی رحلت پر ارشاد فرماتے ہیں!''اگر آپؐ نے صبر کا حکم اور نالہ و فریاد سے روکا نہ ہوتا تو ہم آپؐ کے غم میں آنسوؤں کا ذخیرہ ختم کر دیتے۔

(نہج البلاغہ،ص:640-641)

جب صفین کے مقتولوں پر رونے کی آواز آپؓ کے کانوں میں پڑی اتنے میں حرب ابن شرجیل شیامی جو اپنی قوم کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے حضرتؓ کے پاس آئے۔ تو آپؓ نے ان سے فرمایا کیا! تمہارا ان عورتوں پر بس نہیں چلتا جو میں رونے کی آوازیں سن رہا ہوں۔ اس رونے چلّانے سے تم انہیں منع نہیں کرتے؟ حرب آگے بڑھ کر حضرتؓ کے ہمرکاب ہوگئے درحقیقت حضرت سوار تھے آپؓ نے فرمایا پلٹ جاؤ تم ایسے کا مجھ جیسے کے ساتھ پیادہ چلنا والی کے لئے فتنہ اور مومن کیلئے ذلت ہے۔ (نہج البلاغہ،ص:914)

''جو شخص مصیبت میں ران پر ہاتھ مارے اُس کا عمل اکارت جاتا ہے۔''

(نہج البلاغہ،ص853)

اے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے سید رضی کو یہ توفیق بخشی کہ وہ حضرت علیؓ کے خطبات کو جمع کر کے تحریر کریں اس طرح اہل تشیعہ کے باطل نظریات کا رد انتہائی معتبر ذریعہ سے کرنے میں آسانی میسر آئی۔

8)......عقیدہ شیعانِ علی:

سقیفہ بنی سعد کی کارروائی ایک ڈھونگ تھا

پھر وہ فرصت کو غنیمت سمجھ کر کہ امیر المومنین آنحضرت کے کفن دفن میں مشغول ہیں اور بنی ہاشم حضرت ﷺ کے غم میں گرفتار ہیں۔ سقیفہ میں چلے گئے اور آپس میں اتفاق کیا کہ ابوبکرؓ کو خلیفہ قرار دیں۔ جیسا کہ آنحضرتؐ کی زندگی میں ایسی

ہی سازش کی گئی تھی...... جب ابوبکرؓ کی بیعت تمام ہوگئی تو ایک شخص امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ منافقوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی ہے۔ اس لئے کہ آپؑ فارغ ہو جائیں گے تو آپ کا حق غصب نہ کر سکیں گے۔

(حیات القلوب، ج2ص 1027)

یوں تو اس بے بنیاد الزام کا ذکر شیعان علی کی ہر کتاب، ہر تفسیر اور ہر محفل میں ہوتا ہے لیکن یہاں اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف ایک ہی حوالہ دینے پر اکتفا کیا ہے۔

اب حضرت علیؓ سے پوچھتے ہیں کہ وہ اس معاملے میں کیا فرماتے ہیں!

چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں!

’’اپنی جان کی قسم اگر خلافت کا انعقاد تمام افراد امت کے ایک جگہ اکٹھا ہونے سے ہوتو اس کی کوئی سبیل ہی نہیں۔ بلکہ اس کی صورت انہوں (اصحاب سقیفہ) نے یہ رکھی تھی کہ اس کے کرتا دھرتا لوگ اپنے فیصلے کا ان لوگوں کو بھی پابند بنائیں گے جو بیعت کے وقت موجود نہ ہوں گے پھر موجود کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ بیعت سے انحراف کرے اور نہ غیر موجود کو یہ حق ہوگا کہ وہ کسی اور کو منتخب کرے۔‘‘ (نہج البلاغہ:463)

دوسری جگہ فرماتے ہیں!

’’جن لوگوں نے ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کی بیعت کی تھی انہوں نے میرے ہاتھ پر اسی اصول کے مطابق بیعت کی جس اصول پر وہ اُن (ثلاثہ) کے ہاتھ بیعت کر چکے تھے اور اس کی بناء پر جو حاضر ہیں انہیں نظر ثانی کا حق نہیں اور جو بروقت موجود نہ ہوا اُسے رد کرنے کا اختیار نہیں اور شوریٰ کا حق صرف مہاجرین اور انصار کو ہے۔ وہ اگر کسی پر ایکا کریں اور اُسے خلیفہ سمجھ لیں تو اسی میں اللہ کی رضا اور خوشنودی سمجھی جائے گی۔ اب جو کوئی اس شخصیت پر اعتراض یا نیا نظریہ اختیار کرتا ہوا الگ ہو جائے تو اُسے وہ سب

اسی طرف واپس لائیں گے جدھر سے وہ منحرف ہوا ہے اور اگر انکار کرے تو اس سے لڑیں۔ کیونکہ وہ مومنوں (ثلاثہ) کے طریقے سے ہٹ کر دوسری راہ پر ہولیا ہے اور جدھر وہ پھر گیا ہے اللہ تعالیٰ بھی اُسے ادھر ہی پھیر دے گا۔‘‘ (نہج البلاغہ:657)

ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

’’کیوں کہ یہ بیعت ایک دفعہ ہوتی ہے نہ پھر اس میں نظر ثانی کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ پھر سے چناؤ ہو سکتا ہے۔ اس سے منحرف ہونے والا نظام اسلامی پر منحرف قرار پاتا ہے اور غور اور تامل کرنے والا منافق سمجھا جاتا ہے۔‘‘ (نہج البلاغہ:659)

وائے ناکامیٔ شیعان علی! خود حضرت علیؓ کیسے زوردار طمانچے ان کی عقل کے چہرے پر لگاتے جا رہے ہیں۔ اسے کہتے ہیں ’’مدعی ست گواہ چست‘‘ جس معاملے کی وجہ سے تمام اصحابؓ رسولؐ ان کی نظر میں مرتد قرار پائے۔ اس معاملے کو حضرت علیؓ کس اعلیٰ انداز میں اپناتے ہیں۔ قربان جاؤ حضرت علیؓ اور تمام اصحاب رسولؐ پر جو دین اسلام کی شان ہیں اور اللہ تعالیٰ ان بدبختوں کو ہدایت نصیب فرمائے جو فرضی کہانیوں پر بھروسہ کر کے جلیل القدر اصحابِ رسولؐ پر کفر اور ارتداد کا نہ صرف فتویٰ لگاتے ہیں بلکہ ان کی اصول کافی، اسرار آل محمد، جلاء العیون، الانوار النعمانیہ، حق الیقین، تحقیق المتین، حیات القلوب، عین الحیاۃ، تذکرہ آئمہ، بہار الانوار، کشف الاسرار، چراغ مصطفوی اور شرالہی جیسی سینکڑوں کتب میں اصحاب رسول کو جو شرمناک گالیاں دی گئی ہیں زبان بولنے سے گنگ ہو جائے۔ دماغ پاگل ہو جائے۔ اگر ایک نظر بھی کوئی صاحب ان کو دیکھ لے ان ظالموں نے نہ صرف اصحاب رسول ﷺ کو برا بھلا کہا بلکہ امہات المومنین ؓ کو بھی نہیں بخشا۔ خدایا تو خود انصاف پر فیصلہ فرما۔

صاحبان بصیرت میری خواہش ہے کہ ایک اندرونی اور فطری شہادت بھی دیتا چلوں۔ دیکھئے لوگ اپنے بچوں کے نام کیسے رکھنا پسند کرتے ہیں۔ ابراہیم، موسیٰ،

عیسیٰ، یوسف، یعقوب، محمد حسین، محمد حسن یعنی اچھے اور قابل تقلید شخصیات کے ناموں پر نہ کہ ہامان، فرعون، شداد، قارون حتیٰ کہ یزید نام بھی رکھنا کوئی گوارہ نہیں کرتا، اسی طرح بعض لوگ اپنی سوچ اور معاشرت کے مطابق نام رکھتے ہیں۔ نیک اور خدا ترس لوگ عبداللہ، عبدالحکیم، عبدالرشید جیسے نام رکھنا پسند کرتے ہیں جبکہ فلم بین اور کرکٹ کے شوقین اپنے نام فلم کے ہیرو اور کرکٹ کے ستاروں پر رکھنا پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح آج تک کسی پاکستانی مسلمان نے کبھی اپنے بچے کا نام پرکاش پرتھوی نہیں رکھا اور نہ ہندوؤں نے اپنے بیٹوں کے نام غوری، محمد بن قاسم جیسے رکھے ہیں۔ اس ساری بحث کا مطلب یہ تھا کہ والدین اپنے بچوں کے نام اپنی پسندیدہ، قابل احترام اور قابل تقلید شخصیات کے نام پر رکھنا پسند کرتے ہیں، چنانچہ آیئے ایک اقتباس پڑھتے ہیں۔

''پس برادران بزگوان امام اخیارؑ نے رخصت جہاد طلب کی اول عبداللہ فرزند جناب امیرؑ کہ ان کو ابوبکر کہتے تھے میدان کارزار میں پہنچے اور ایک گروہ کافران کو جہنم واصل کر کے تیغ عبداللہ بن عقبٰی یا رجز بن بدر کی تلوار سے شہید ہو گئے۔ ان کے بعد عمر بن علیؓ ان کے برادر بزرگ نے عزم میدان کیا اور معرکہ کارزار میں پہنچنے کے بعد پہلے اپنے بھائی کے قاتل کو جہنم واصل کیا۔ پھر رجز خواں صفوف مخالفین پر جا پڑے اور اکثر مخالفین کو جہنم واصل کر کے آپ بھی اپنے پدر بزرگوار کے پاس پہنچے۔ ان کے بعد عثمان بن علیؓ میدان میں گئے اور بہت ظالموں کو قتل کیا۔ (جلاء العیون، ج2 ص244)

برائے مہربانی اس ساری بحث کو ایک مرتبہ پھر پڑھئے پھر جلاء العیون کا اقتباس پڑھئے ناممکن ہے کہ آپ کے ذہن میں درج ذیل سوالات نہ انگڑائی لینے لگے۔

۱)...... خلفاء ثلاثہ اور حضرت علیؓ کے درمیان کوئی اختلاف نہ تھا۔

۲)...... شیعان علی کی کتب جن کا تذکرہ پیچھے گزر چکا ہے یا ان کے علاوہ دوسری کتب کا مطالعہ کرنے سے یا ان کی محفلوں میں خلفاء، ثلاثہ کے بارے میں استعمال

ہونے والی زبان سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ (نعوذ باللہ) اللہ کی مخلوق میں سب سے کم تر اور گمراہ ترین لوگ خلفاء ثلاثہ ہی تھے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹوں کے نام ان کے ناموں پر رکھ کر یہ ثابت کیا کہ حضرت علیؓ بھی انہیں کی طرح تھے جیسا کہ شیعہ خلفاء ثلاثہ کو سمجھتے ہیں یا وہ ان کے ساتھ بہت محبت و عقیدت رکھنے والے تھے۔ کیونکہ بہت زیادہ عقیدت و محبت کے بغیر کوئی شخص اپنے بیٹے کا نام اس کے نام پر نہیں رکھتا ہے۔

۳)...... خلفاء ثلاثہ کے بارے میں شیعان علی کی تمام روایات جھوٹی، من گھڑت اور شیاطین کی ذہنی خباثت کا مظہر ہیں اور ان تمام روایات کا مقصد صرف اور صرف اسلام دشمنی ہے۔

جس کا اندازہ آپ مشہور شیعہ مورخ حسین کاظم زادہ کے اس اقتباس سے خود کر سکتے ہیں:

''جس دن سعد بن ابی وقاصؓ نے خلیفہ دوم کی جانب سے ایران کو فتح کیا۔ ایرانی اپنے دلوں میں کینہ و انتقام کا جذبہ پالتے رہے۔ یہاں تک کہ شیعہ فرقہ کی بنیاد پڑ جانے سے پورے طور پر اس کا اظہار کرنے لگے...... ایرانی ہرگز اس بات کو کبھی نہ بھول سکتے تھے نہ معاف کر سکتے تھے کہ مٹی پر ننگے پاؤں پھرنے والے عربوں نے جو جنگل وصحرا کے رہنے والے تھے ان کی مملکت پر تسلط کر لیا اور ان کے قدیم خزانوں کو لوٹ کر غارت کر دیا اور ہزاروں لوگوں کو قتل کر دیا...... اس معاملے نے ایرانیوں کے دلوں میں عمرؓ اور عثمانؓ کے خلاف غصہ اور کینہ کو بھڑکا دیا اور حضرت علیؓ کے ساتھ ان کی محبت کو اور زیادہ کر دیا۔''

جبکہ قرآن وحدیث اور تاریخ اسلام نے ان نفوس قدسیہ کے بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے۔ وہ حرف بہ حرف سچ ہے۔ اسی لئے حضرت علیؓ ان اصحاب رسول ﷺ کی دل سے قدر کرتے تھے اور انہیں قابل تقلید سمجھتے تھے۔ جس کا ثبوت طریقہ

خلافت کے ذیل میں نہج البلاغہ کے اقتباسات اور اپنے بیٹوں کے نام اصحابِ ثلاثہؓ کے اسمائے گرامی پر رکھنے سے ملتا ہے اور یہ ایسا ثبوت ہے جس کی تردید نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنا فرض سمجھتے ہوئے ان ایرانی سازشوں کا مقابلہ کرنا ہوگا جو اپنے قدیم تعصب کی وجہ سے دین اسلام کے خلاف کام کر رہے ہیں۔

9)......عقیدہ شیعان علی!

علیؓ دنیا کے تمام امور انجام دیتے ہیں

''میں درختوں کے پتوں کو لباس دینے والا ہوں۔ میں نہروں کو بہانے والا ہوں، میں علم کا خزانہ ہوں، میں چشموں کو جاری کرنے والا ہوں۔''

(جلاء العیون، ج2،ص60)

شیعہ مصنفین کا یہ کمال ہے کہ جتنی بھی من گھڑت کہانیاں بنائی ہوئی ہیں ان کے بارے میں اس طرح لکھتے ہیں۔

''بسند معتبر یا فی بعض خطبہ کبھی کوئی حوالہ نہیں دیتے۔ کوئی حوالہ ہو تو دیں۔

بہر حال حضرت علیؓ سے پوچھتے ہیں کہ وہ یہ سارے کام خود کرتے ہیں یا یہ آپؓ پر بہتان ہے۔ دیکھیں آپ کیا جواب دیتے ہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

''کہ اے اللہ میں سفر کی مشقت اور واپسی کا اندوہ اور اہل و مال کی بدحالی کے منظر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ تو ہی سفر میں رفیق اور بال بچوں کا محافظ ہے۔ سفر و حضر کو تیرے علاوہ کوئی یکجا نہیں کر سکتا۔'' (نہج البلاغہ:203)

''بارِ الٰہی! ہر ثنا گستر کے لئے اپنے ممدوح پر انعام و اکرام اور عطا و بخشش پانے کا حق ہوتا ہے اور میں تجھ سے امید لگائے بیٹھا ہوں یہ کہ تو رحمت کے ذخیروں اور مغفرت کے خزانوں کا پتہ دینے والا ہے۔ خدایا یہ تیرے سامنے وہ شخص کھڑا ہے

جس نے تیری توحید و یکتائی میں تجھے منفرد مانا اور ان ستائشوں اور تعریفوں کے تیرے علاوہ کسی کو اہل نہیں سمجھا۔ میری احتیاج تجھ سے وابستہ ہے تیری ہی بخششوں اور عنایتوں سے اس کی بے نوائی کا علاج ہو سکتا ہے اور اس کے فقر و فاقہ کو تیرا ہی جود و احسان سہارا دے سکتا ہے۔ ہمیں تو اسی جگہ پر اپنی خوشنودیاں بخش دے اور دوسروں کی طرف دست وطلب بڑھانے سے بے نیاز کر دے، تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (نہج البلاغہ، ص:285)

''خدایا جب ہمیں سخت تنگیوں نے بے چین اور مضطرب کر دیا اور قحط سالیوں نے بے بس بنا دیا اور شدید حاجت مندیوں نے لاچار بنا ڈالا اور منہ زور فتنوں کا ہم پر تانتا بندھ گیا ہے...... اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں محروم نہ پلٹا اور نہ اس طرح کہ ہم اپنے نفسوں پر پیچ و تاب کھا رہے ہوں...... اے اللہ تو ہم پر باران و برکت اور رزق و رحمت کا دامن پھیلا دے اور ایسی سیرابی سے ہمیں نہال کر دے جو فائدہ بخشنے والی اور سیراب کرنے والی اور گھاس پات اگانے والی ہو کہ جس سے تو گئی گزری کھیتیوں میں پھر سے روئیدگی لے آئے اور مردہ زمینوں میں حیات کی لہریں دوڑا دے اور ایسی سیرابی ہو کہ جس کی تر و تازگی فائدہ مند اور پھلوں کے انبار لئے ہو۔ جس سے تو ہموار زمینوں کو جل تھل بنا دے اور ندی نالے بہا دے اور درختوں کو برگ و بار سے سر سبز کر دے اور نرخوں کو سستا کر دے بلاشبہ تو جو چاہے اس پر قادر ہے۔'' (نہج البلاغہ:93-392)

''یہ وصیت ہے اس بات کی جو فنا ہونے والا ہے...... جو زمانہ کی سختیوں سے لاچار ہے۔'' (نہج البلاغہ:703-702)

''اور یقین رکھو جس کے ہاتھ میں موت ہے اسی کے ہاتھ میں زندگی بھی ہے اور جو پیدا کرنے والا ہے۔ وہی مارنے والا بھی ہے اور جو نیست و نابود کرنے والا

ہے۔ وہی دوبارہ پلٹانے والا بھی ہے اور جو بیماری ڈالنے والا ہے وہی صحت عطا کرنے والا بھی ہے۔ بہرحال دنیا کا نظام یہی رہے گا جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کردیا ہے۔ نعمتوں کا دینا اور ابتلاء و آزمائش میں ڈالنا اور آخرت میں جزا دینا یا وہ جو اس کی مشیت میں گزر چکا ہے اور ہم اسے نہیں جانتے ......الخ (نہج البلاغہ 708-709)

''یقین رکھو جس کے قبضہ قدرت میں زمین و آسمان کے خزانے ہیں اس نے تمہیں سوال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اور قبول کرنے کا ذمہ لیا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم مانگو تا کہ وہ دے۔ رحم کی درخواست کرو تا کہ وہ رحم کرے۔ اس نے اپنے اور تمہارے درمیان دربان کھڑے نہیں کئے جو تمہیں روکتے ہوں نہ تمہیں اس پر مجبور کیا ہے کہ تم کسی کو اس کے یہاں سفارش کے لئے لاؤ۔ تب ہی کام ہو اور تم نے گناہ کئے ہوں تو اس نے تمہارے لئے توبہ کی گنجائش ختم نہیں کی ہے نہ سزا دینے میں جلدی کی ہے۔... اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے جب بھی اسے پکارو، وہ تمہاری سنتا ہے اور جب بھی راز و نیاز کرتے ہوئے اس سے کچھ کہو وہ سن لیتا ہے تم اس سے مرادیں مانگتے ہو اور اس کے سامنے دل کے بھید کھولتے ہو اسی سے اپنے دکھ درد کا رونا روتے ہو اور مصیبتوں سے نکالنے کی التجا کرتے ہو اور اپنے کاموں میں مدد مانگتے ہو اور اس کی رحمت کے خزانوں سے وہ چیزیں طلب کرتے ہو جن کے دینے پر اور کوئی قدرت نہیں رکھتا جیسے عمروں میں درازی، جسمانی صحت و توانائی اور رزق میں وسعت اور اس پر اس نے تمہارے ہاتھوں میں اپنے خزانے کھولنے کی کنجیاں دے دی ہیں اس طرح کہ تمہیں اپنی بارگاہ میں سوال کرنے کا طریقہ بتایا اس طرح تم جب چاہو دعا کے ذریعے اس کی نعمت کے دروازوں کو کھلوا لو۔'' (نہج البلاغہ:714-713)

''اے فرزند! میں تمہارے لئے فقر و تنگدستی سے ڈرتا ہوں، لہٰذا فقر و ناداری سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' (نہج البلاغہ:913)

یوں تو نہج البلاغہ میں درجنوں مقامات پر حضرت علیؓ نے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اپنی بے بسی کا اظہار بڑے واضح انداز میں فرمایا ہے اور قرآن و حدیث سے بھی یہی سبق ملتا ہے کہ انسان سب بے بس ہیں کامل قدرت والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

لیکن موضوع کو اختصار دینے کے لئے صرف چند حوالے درج کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔ جس کی قسمت میں ہدایت ہوئی اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے اور جو ازلی بدقسمت ہے اس کے مقدر میں رونا بے کار ہے۔

10)......عقیدہ شیعانِ علی!

قربِ الٰہی کیلئے وسیلہ ضروری ہے

''اس آیت سے ثابت ہوا کہ ان حضرات کو وسیلہ بنانے کا حکم خدا نے دیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر خدا کی بارگاہ میں اس کے پیاروں کا وسیلہ اختیار کیا جائے تو شرک نہیں ہے بلکہ حکم خدا کی تعمیل ہے۔'' (وسیلہ انبیاء: ج2 ص90)

قرآن کی آیت کا غلط مفہوم کس دیدہ دلیری سے لیا گیا ہے، حضرت علیؓ سے حقیقت حال معلوم کرتے ہیں:

چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:

''اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے والوں کیلئے سب سے بہترین وسیلہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا ہے اور اس کی راہ میں جہاد کرنا کہ وہ اسلام کی سربلند چوٹی ہے اور کلمہ توحید کہ وہ فطرت کی آواز ہے اور نماز کی پابندی کہ وہ عین دین ہے اور زکوٰۃ ادا کرنا کہ وہ فرض اور واجب ہے اور رمضان کے روزے رکھنا کہ وہ عذاب کے آگے سپر ہیں اور خانہ کعبہ کا حج اور عمرہ بجالانا کہ وہ فقر کو دور کرتے ہیں اور گناہوں کو دھو دیتے ہیں اور عزیزوں سے حسن سلوک کرنا کہ وہ مال کی فراوانی اور عمر کی درازی کا سبب ہے اور مخفی طور پر خیرات کرنا کہ وہ بری موت سے بچاتا ہے۔'' (نہج البلاغہ:328)

پھر فرماتے ہیں کہ:

''اللہ کے بندو میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ تقویٰ ہی کل رستگاری کا وسیلہ اور نجات کی منزل دائمی ہوگا۔''

(نہج البلاغہ ص:435)

حضرتؓ اپنے اصحاب کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے:

''نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت کرو اور اسے زیادہ سے زیادہ بجالاؤ اور اس کے وسیلہ سے اللہ کا تقرب حاصل کرو۔'' (نہج البلاغہ 572)

اس نے تمہارے ہاتھ میں اپنے خزانوں کی کنجیاں دے دی ہیں، اس طرح کہ تمہیں اپنی بارگاہ میں سوال کرنے کا طریقہ بتایا اس طرح جب تم چاہو دعا کے ذریعہ اس کی نعمت کے دروازوں کو کھلوالو، اس کی رحمت کے جھالوں کو برسوالو۔'' ۔

(نہج البلاغہ:713)

آگے بڑے واضح انداز میں انسانی وسیلہ کی نفی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خبردار تمہیں طمع وحرص کی تیز سواریاں ہلاکت کے گھاٹ پر نہ لا اتاریں۔ اگر ہو سکے تو یہ کرو کہ اپنے اور اللہ کے درمیان کسی ولی نعمت کو واسطہ نہ بننے دو، جو اللہ سے بے منت خلق ملے، اس بہت سے کہیں بہتر ہے جو مخلوق کے ہاتھوں سے ملے اگرچہ حقیقتاً جو ملتا ہے اللہ کی طرف سے ملتا ہے۔'' (نہج البلاغہ 716)

حضرات گرامی! کیا یہ ظالم سمجھتے ہیں کہ قرآن کو حضرت علیؓ سے زیادہ سمجھ گئے ہیں۔ ان کا تو یہی وطیرہ ہے کہ قرآن کی من گھڑت تفسیریں کرتے جاتے ہیں حالانکہ ان کی اپنی کتاب توضیح المسائل میں ہے کہ جو شخص قرآن پاک کی تفسیر اپنی رائے سے کرے گا وہ جہنمی ہے۔ لہٰذا ان کے جہنمی ہونے میں کیا شک۔

11)......عقیدہ شیعان علیؓ:

قرآن تبدیل اور حدیث جھوٹ کا پلندہ ھے:

قرآن میں سے جو کچھ نکالا گیا ہے یا اس میں تحریف اور ردوبدل کیا گیا ہے اگر میں ان سب کو بیان کردوں تو بات لمبی ہو جائے اور وہ چیز ظاہر ہو جائے جس کے اظہار کا تقیہ اجازت نہیں دیتا۔ (احتجاج طبرسی، مطبوعہ ایران 128)

احباب رسولؐ ، اصحاب رسولؐ:

شیعان علیؓ کے اس عقیدہ کے بارے میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

''اور قرآن کا علم حاصل کرو کہ وہ بہترین کلام ہے اور اس پر غور وفکر کرو کہ یہ دلوں کی بہار ہے اور اس کے نور سے شفاء حاصل کرو کہ سینوں کے اندر چھپی ہوئی بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔ اور اس کو خوبی کے ساتھ تلاوت کرو کہ اس کے واقعات سب سے زیادہ فائدہ رساں ہیں۔'' (نہج البلاغہ ص329)

''اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ اور حضور ! کی سنت کو برباد نہ کرو ان دونوں ستونوں کو قائم اور برقرار رکھو اور ان دونوں چراغوں کو روشن کئے رہو۔'' (نہج البلاغہ:402)

''حضرت محمدؐ! تم میں وہ چیز چھوڑ گئے ہیں جو انبیاءؑ اپنی امتوں میں چھوڑتے آئے تھے۔ اس لئے کہ وہ طریق واضح نشان محکم قائم کئے بغیر انہیں نہیں چھوڑتے تھے۔ پیغمبرؐ نے تمہارے پروردگار کی کتاب تم میں چھوڑی ہے اس حالت میں کہ انہوں نے کتاب کے حلال وحرام، واجبات ومستحبات ناسخ ومنسوخ، رخص وعزائم، خاص و عام، عیر وامثال مفید ومطلق، محکم ومتشابہہ کو واضح کر دیا ہے۔ مجمل آیتوں کی تفصیل کر دی اس کی گتھیوں کو سلجھا دیا اس میں کچھ آیتیں وہ ہیں جن کے جاننے کی پابندی عائد کی گئی اور کچھ وہ کہ اگر اس کے بندے اس سے ناواقف رہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کچھ احکام ایسے ہیں کہ جن کا وجود کتاب سے ثابت ہے اور حدیث سے ان کے منسوخ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔'' (نہج البلاغہ:91)

چونکہ کسی بھی دین کی بنیاد اس دین پر اترنے والی کتاب اور اس نبیؐ کی سیرت پر قائم ہوتی ہے جس پر وہ کتاب نازل کی گئی ہو۔ پہلی امتوں نے دین پر عمل کرنا اس لئے چھوڑ دیا یا دین پر چلنا ان کے لئے اس لئے مشکل ہو گیا تھا کہ انہوں نے آسمانی کتابوں میں ردو بدل کر دیا تھا۔ رسولوں کی سیرت کو مٹا کر رکھ دیا تھا۔ جبکہ دین اسلام جس کے ماخذ قرآن وحدیث ہیں کو اللہ رب العزت نے قیامت تک کے مسلمانوں بلکہ انسانوں کے لئے ذریعہ نجات قرار دیا ہے۔ امت مسلمہ کو حکم خداوندی ہے خود بھی قرآن سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔ سیرت محمدیؐ کی پیروی کرو۔ خدا تک پہنچنے کا یہی واحد راستہ ہے۔ نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو تب کامیابی حاصل کرسکو گے۔ اپنے نفسوں اور اپنی آل کو آگ سے بچاؤ۔ جو کچھ نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو۔ تمہارے لئے محمدؐ کی سیرت بہترین نمونہ ہے۔

اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو محمد ﷺ کی پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اس طرح کے سینکڑوں احکام قرآن سے ہمیں ملتے ہیں۔ اگر بالفرض قرآن ہی امام مہدی لے کر غائب ہو گئے ہیں تو بقول اہل تشیع حضرت عثمانؓ کے دور سے ہی اصل قرآن اٹھا لیا گیا تھا تو پھر وہ کونسی سیرت اور کتاب ہے جس پر عمل کرنے کا حکم حضرت علیؓ دے رہے ہیں۔

چنانچہ یہ ثابت ہوا کہ یہ سب من گھڑت باتیں ہیں۔ قرآن اپنی اصلی حالت میں حرف بہ حرف موجود ہے اور سیرت پاک جو قرآن کی عملی تفسیر ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھنے کا اہتمام فرما دیا ہے۔ لہٰذا جو راہِ حق کا متلاشی ہے اس کے لئے راہ حق پر چلنا اسے پانا چنداں مشکل نہیں۔ راہ حق وہی ہے جو کتاب وسنت اور اصحاب رسولؐ کی سیرتوں میں موجود ہے۔ اسی راہ حق کی طرف رہنمائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے خطبات میں کر رہے ہیں۔

''پس تم غور کیوں نہیں کرتے۔'' (القرآن)

12)......عقیدہ شیعان علی:

چودہ معصومین علم غیب جانتے ہیں

کہ حضورؐ خدا کے مرتضیٰؓ ہیں اور ہم اس رسولؐ کے وارث ہیں۔ پس ہم پہلے اور آنے والے واقعات کو جانتے ہیں۔ (اصول کافی: ج1 ص256، تفسیر صافی ص565)

شیعان علی کے اس عقیدے کی حقیقت، جلاء العیون کی اس روایت ہی سے ظاہر ہو جاتی ہے جو درج ذیل ہے۔

اسی اثناء میں جبرائیلؑ آئے یا محبوب رب العالمین آپ کی امت اس بچے کو ناحق میدان کربلا میں تین شب وروز کا پیاسا رکھ کر قتل کرے گی۔ حضرتؐ یہ خبر سن کر رونے لگے، آنجناب کو روتا دیکھ کر سیدہ طاہرہؓ اور علیؓ المرتضیٰ شیر خدا نے بھی رونا شروع کر دیا۔ جب افاقہ ہوا تو سیدہؓ نے پوچھا بابا جان آپؐ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا بیٹی جبرائیل نے بحکم خداوندی یہ اطلاع دی ہے کہ آپؐ کی امت اس بچے کو بے جرم وخطا نہایت بے دردی سے قتل کرے گی۔ سیدہؓ نے عرض کی بابا جان جب ایسا وقت آئے گا، آپؐ میرے حسین کی مدد نہ فرمائیں گے۔ ان کے باپ علیؓ، ذوالفقار حیدری نہ چلائیں گے۔ بابا میں اپنی چادرِ عصمت کا واسطہ دے کر مسلمانوں سے حسینؓ کو بچا لوں گی، آپ نہ روئیے۔ جناب سردار انبیاء نے فرمایا: یہ واقعہ ایسے وقت میں پیش آئے گا جب دنیا میں، میں نہ رہوں گا نہ تو رہے گی نہ خیبر وخندق اور احد کو فتح کرنے والے حضرت علیؓ رہیں گے۔'' (جلاء العیون ص50)

اس روایت سے درج ذیل عقائد کی تشریح ہو جاتی ہے۔

نمبر1: غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لہٰذا جب جبرائیلؑ نے حضور ﷺ کو خبر دی۔ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ پاس موجود تھے۔ لیکن انہیں پتہ نہ چل سکا کہ حضور ﷺ کو

کیا خبر بتائی گئی ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے جب رسول اللہ سے رونے کا سبب پوچھا تب اس المناک واقعہ کا علم ہوا۔

نمبر۲: اس عقیدے کا رد کہ حضورؐ اور آئمہ اطہار ازل سے ابد تک ہیں۔ اس طرح ہوا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ شہادت حسینؓ کے وقت نہ میں رہوں گا نہ تم رہو گی اور نہ علیؓ رہیں گے۔

نمبر۳: حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ ہم حسینؓ کی مدد اس لئے نہ کر سکیں گے کہ ہم اس سے قبل رحلت کر چکے ہوں گے اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ مدد بالاسباب تو ہو سکتی ہے بلا سبب نہیں ہو سکتی۔

جلاء العیون کی ایک اور روایت پیش خدمت ہے۔

ناگاہ جناب فاطمہؓ گریاں تشریف لائیں۔ حضورؐ نے فرمایا اے فاطمہؓ گریہ نہ کرو، جس خدا نے ان کو پیدا کیا ہے وہ اُن پر تم سے زیادہ مہربان ہے۔ پھر حضرتؐ نے ہاتھ جانب آسمان بلند فرمائے اور کہا کہ خداوندا اگر حسنین صحرا یا دریا میں گئے ہیں تو ان کی حفاظت کر اور سلامت رکھ۔ (جلاء العیون، ص: 106)

یہ محاورہ شاید ایسے موقعوں پر بولا جاتا ہے:

"اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"

ملا باقر مجلسی شیعان علی کا ترجمان اور بہت بڑا چراغ تصور ہوتا ہے اور خمینی اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ "اس کی کتب پڑھو ایمان تازہ ہوتا ہے۔" چنانچہ اس نے اپنی کتب میں جہاں اور بہت خرافات لکھی ہیں وہ بھول کر ایسی سچی روایات بھی نقل کر گیا ہے۔ جن سے علم غیب جاننے۔ ازل سے ابد تک ہونے اور انبیاء سے لے کر عام آدمی تک ہر ایک کی مدد کرنے کے تمام دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت حسنین کریمین برادرِ قلبی گھر سے لاپتہ ہوئے،

حضرت علیؓ گھر موجود نہیں تھے۔ تب ہی حضرت فاطمہؓ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں روتی ہوئیں حاضر ہوئیں۔ ورنہ اگر حضرت علیؓ گھر میں موجود ہوتے تو اس مشکل وقت میں ضرور مدد فرماتے۔ یعنی موجود غائب نہیں ہوتا اور غائب موجود نہیں ہوتا۔ اور موجود سے مدد طلب کی جا سکتی ہے غائب سے نہیں۔ اسی طرح حسنینؓ ساتھ ہی باغ میں موجود تھے لیکن فاطمہؓ کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ اسی لئے وہ حضورؐ کے پاس روتی ہوئی تشریف لائیں۔ پھر حضور نے خدا سے خیریت کی دعا کی آخر کیوں؟ نتیجہ آپ خود نکالیں۔ بہر حال چونکہ میں نے تمام باطل عقائد کا رد نہج البلاغہ سے کیا ہے لہٰذا جواب پیش خدمت ہے: "جس پر آپؐ ہنسے اور فرمایا یہ علم غیب نہیں بلکہ ایک صاحب علم (رسول اللہ) سے معلوم کی ہوئی باتیں ہیں۔ علم وغیب تو قیامت کی گھڑی اور ان چیزوں کے جاننے کا نام ہے کہ جنہیں اللہ سبحانہ نے اِنَّ اللّٰہ عندہٗ علم السّاعة والی آیت میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ اللہ ہی جانتا ہے کہ شکموں میں کیا ہے۔ نر ہے یا مادہ بدصورت ہے یا خوبصورت سخی ہے یا بخیل بد بخت ہے یا خوش بخت اور کون جہنم کا ایندھن ہوگا اور کون جنت میں نبیوںؑ کا رفیق ہوگا۔ یہ وہ علم ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا!" (نہج البلاغہ، ص 268)

عرفت اللّٰہ سبحانہ بفسخ العزائم و حلل العقود نقص الھمم۔ میں نے اللہ کو نیتوں کے بدل جانے اور ارادوں کے ٹوٹ جانے اور ہمتوں کے پست ہونے سے اللہ کو پہچانا۔ (نہج البلاغہ 882)

"میں نے اس موت کو چھپے ہوئے بھیدوں کی جستجو میں کتنا ہی زمانہ گزارا مگر مشیت ایزدی یہی رہی کہ اس کی تفصیلات بے نقاب نہ ہوں۔ اس کی منزل تک رسائی کہاں۔ وہ تو ایک پوشیدہ علم ہے۔" (نہج البلاغہ، ص: 402)

حضرت علیؓ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو سپاہ کوفہ کی ایک جماعت کی خبر لانے کے لئے بھیجا جو خارجیوں سے مدعلم ہونے کا تہیہ کئے بیٹھی تھی لیکن حضرت

علیؓ سے خائف تھی چنانچہ جب وہ پلٹ کر آیا تو آپؓ نے دریافت کیا کہ کیا وہ مطمئن ہو کر ٹھہر گئے ہیں......الخ'' (نہج البلاغہ، ص 483)

یوں تو اس موضوع پر اور بھی کئی مقامات پر بہت کچھ فرمایا گیا ہے، لیکن اختصار کی خاطر اتنا ہی درج کیے دیتا ہوں۔

13)......عقیدہ شیعانِ علیؓ: **موت کا وقت مقرر نہیں**

پچھلے دنوں ایک شیعہ سے گفتگو کے دوران معلوم ہوا کہ اہل تشیع کا یہ عقیدہ ہے کہ موت کا وقت مقرر نہیں اس میں جلدی یا تاخیر ہو سکتی ہے۔ مثلاً مقتول کی موت خودکشی کرنے والے کی موت وغیرہ۔ پھر میں نے مختلف اہل تشیع سے اس بات میں پوچھا اُن سب کا ایک جواب تھا کہ وقت مقرر نہیں۔

میری بدقسمتی کہ باوجود تلاش کے اُن کا یہ عقیدہ کسی کتاب سے نہیں مل سکا۔ تلاش جاری ہے اگر کہیں مل گیا تو اگلے ایڈیشن میں درج کر دیا جائے گا۔ ہاں اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہمارا عقیدہ یہ نہیں تو میں اُن کے گروہ کے چند اہم لوگوں سے اس کا اعتراف کروالوں گا جو میرے ساتھ اس معاملے میں بحث کر چکے ہیں۔

بہرحال اس عقیدے کا رد حضرت علیؓ کے اس خطاب سے ہوتا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں!

''بلاشبہ موت کا ایک وقت مقرر ہے کہ وہ اس سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتا اور اس کا ایک سبب ہوتا ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتا۔'' (نہج البلاغہ، ص:558-557)

ویسے تو میں نے اُن شقی القلب انسانوں کو قرآن سے آیات نکال کر دکھائیں جن میں ذکر کیا گیا ہے کہ موت نہ وقت سے قبل آ سکتی ہے نہ تاخیر سے لیکن وہ بار بار عقلی دلائل دیتے رہے۔ کیوں کہ قرآن پر اُن کو یقین ہی نہیں۔ حالانکہ قرآن فہمی کے لئے پہلی شرط امت مسلمہ کے ہاں یہ ہے کہ کسی آیت کے بارے میں حضورؐ نے کیا

تفسیر فرمائی ہے اور صحابہ کرامؓ نے اُن آیات کا کیا مفہوم لیا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سب سے بڑے مفسر قرآن سمجھے جاتے ہیں اور خوش قسمتی سے وہ حضرت علیؓ کے خاص اصحاب میں بھی شمار ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بدبخت اُن کی تفسیر کا رد بھی عقلی دلائل سے کرتے ہیں اسی طرح پچھلے دنوں ایک بات سننے کو ملی کہ جب قیامت کا پہلا صور پھونکا جائے گا سب لوگ مر جائیں گے سوائے چند لوگوں کے اور وہ چند لوگ معصومین آلِ محمدؐ ہوں گے۔ حالانکہ اس آیت کی تفسیر ایک حدیث قدسی سے یوں کی گئی ہے کہ

''پہلے صور کے بعد سب مخلوق فنا ہو جائے گی سوائے چار مقرب فرشتوں کے اور اس حدیث کے راوی بھی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ ہی ہیں جب میں نے اُس شقی القلب کو چار تفاسیر کا حوالہ دے کر کہا کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر اس حدیث قدسی سے کی ہے۔ تو وہ کہنے لگا میں آپ کو آیت سے آیت ملا کر بتاؤں گا کہ آیت کن لوگوں کی شان میں اُتری ہے۔

یہ ظالم یا تو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ قرآن کو حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور خود رسول اللہؐ سے زیادہ سمجھتے ہیں یا پھر وہ قرآن کی آیات سے استہزاء کرتے ہیں جس طرح مشرکین قریش کیا کرتے تھے۔

یا اللہ! اگر ان کے مقدر میں ہدایت ہے تو ان کو ہدایت نصیب فرما اور اگر ہدایت ان کا مقدر نہیں تو ان کو ذلیل وخوار کر دے۔ دنیا سے نیست و نابود فرما۔ جو قرآن مجید، صاحب قرآن اور اصحابؓ رسولؐ کی توہین کرتے ہیں اور پھر مسلمانوں کی صفوں میں گھسے ہوئے بھی ہیں۔ اس سے بڑا ظلم یہ ہے کہ سادہ لوح مسلمان جنہوں نے ان کا لٹریچر نہیں پڑھا اور نہ ان کو سننے کی زحمت گوارہ کی ہے ان کو نہ صرف مسلمان سمجھتے ہیں بلکہ ان سے تمام معاملات اور تعلقات کے حق میں بھی ہیں۔ اللہ

تعالیٰ ان کے مکروہ چہرے کو بے نقاب فرمائے۔

14)......عقیدہ شیعانِ علیؓ: گالم گلوچ ایمان کا حصہ ہے

روایت فاری زبان میں ہے۔ صرف ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔ ''اور معتبر سند سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا کہ نمازی جائے نماز چھوڑنے سے قبل چار ملعونوں اور چار ملعونات پر لعنت کرے (نقل کفر کفر نہ باشد) پس ہر نماز کے بعد کہے یا اللہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور معاویہؓ و عائشہؓ، حفصہؓ، ہندہؓ اور ام الحکمؓ پر لعنت بھیج۔ نعوذ باللہ۔ (عین الحیوۃ ص599)

اس روایت پر کوئی تبصرہ کرنے سے قبل حضرت علیؓ کا یہ خطاب نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:

''میں تمہارے لئے اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ تم گالیاں دینے لگو اگر تم شامیوں کے کرتوت کھولو اور اُن کے صحیح حالات پیش کرو تو وہ ٹھکانے کی بات اور عذر تمام کرنے کا صحیح طریقہ کار ہوگا۔ تم گالم گلوچ کے بجائے یہ کہو کہ خدایا ہمارا خون بھی محفوظ رکھ اور اُن کا بھی۔'' (نہج البلاغہ:592)

عزیزانِ گرامی! یوں تو خلفائے ثلاثہ کے بارے میں حضرت علیؓ کے ارشادات اسی کتاب میں عقیدہ نمبر 8 میں پڑھ چکے ہیں، جن میں آپؓ نے خلفاء کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا ہے اور آپؓ کیوں نہ کرتے آپؓ کو تو ناطق قرآن کہا جاتا ہے اور قرآن نے خلفائے راشدینؓ کی شان میں اتنے قصیدے کہے ہیں کہ شمار مشکل ہے۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ قرآن و حدیث اور حضرت علیؓ کا راستہ ایک ہے جبکہ نام نہاد شعیان علی کا راستہ اُن سے الگ اور متضاد ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے راستے سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

اب باقر مجلسی کی شرارت ملاحظہ فرمائیں کے وہ اپنی روایت کو یہ لکھ کر شروع

کرتا ہے وبسند معتبر منقول اگر سند کا حوالہ دیا جاتا تو بات بنتی لیکن ان کا طریقہ یہی ہے کہ ہر گندی بات کو اب سند معتبر منقول لکھ کر آئمہ اطہار کے سر تھوپ دیتے ہیں۔ یعنی ان کے شر سے ان کے اپنے زعما بھی محفوظ نہیں۔

یوں تو وہ سب مسلمانوں کے زعماء ہیں لیکن خاص قبضہ شیعوں نے کیا ہوا ہے۔ خدایا ان کے شر سے ملت کے نوجوانوں کو محفوظ رکھ یہ تیرے رسولؐ کے ہرے بھرے چمن کو جلانے کے درپے ہیں۔ جب تک جلاء العیون جیسی فحش کتب چھپتی رہیں گی یہ شر پھیلتا رہے گا۔

15)......عقیدہ شیعانِ علی!

امتِ مسلمہ شرک میں مبتلا نہیں ہوسکتی

اس عقیدے کی تائید میں حضورؐ کی یہ حدیث نقل کی جاتی ہے جس میں آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ

مفہوم حدیث ''مجھے اس بات کا ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ بلکہ مجھے ڈر اس بات کا نہیں کہ تم میرے بعد دنیا کے پیچھے لگ جاؤ گے۔'' (الحدیث)

لہٰذا اس حدیث کو اپنے لئے حجت بنا کر اماموں کو خدا کا درجہ دینا اور اُن کے مزرات کے سجدے کرنا نماز میں اُن کی طرف رخ کرنا اُن پر سلام بھیجنا ہر طرح کے امور اُن سے ہونے کا عقیدہ رکھنا اُن کے ہاں نہ صرف روا ہے بلکہ کارِ ثواب اور اعلیٰ درجے کا مومن بننے کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ دیکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں: ''میری وصیت یہ ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ اور محمدؐ کی سنت کو ضائع و برباد نہ کرو۔'' (نہج البلاغہ، ص:402)

اپنے انتقال سے کچھ پہلے بطور وصیت فرمایا:

''میری وصیت ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور محمدؐ کی وصیت کو برباد نہ کرنا......الخ''......(نہج البلاغہ 681)

حضرت علیؓ کے ان دونوں خطبوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی حدیث میں مخاطب صرف اپنے اصحابؓ تھے۔ بعد کے لوگ نہیں اسی لئے حضرت علیؓ نے مسلمانوں کو شرک سے بچنے کی تاکید فرمائی۔ لیکن اہل تشیع کا تو طریقہ واردات ہی یہی ہے کہ جو قرآن حکم دے، جو رسول اللہ فرمائیں اور جو کچھ صحابہ کرامؓ یا حضرت علیؓ فرمائیں اُسی کے خلاف عمل کرنا ہے اور ان کے احکامات اور ارشادات کو استہزاء کا نشانہ بنانا فرائض ''مومنین'' میں شمار ہوتا ہے۔

16)......عقیدہ شیعانِ علی: **بارش علیؓ برساتے ہیں**

اور جناب علیؓ فرمائیں میں نے بارش برسائی، ہواؤں کو چلایا۔ بیماروں کو صحت دی تو درست، یا فرمادیں میں دینے والا ہوں تو درست ہے، کوئی گناہ نہیں ہے یہ کہنا کہ ہر چیز اللہ ہی کرتا ہے غلط ہے۔ (جلاء العیون، ص:79)

اب اس عقیدے کے بارے میں ان ہی کی ایک کتاب ''اصل واصول'' شیعہ کا ایک اقتباس پڑھ لیں۔

اور اگر رزق وخلق یا موت وحیات کو کوئی شخص خدا کے علاوہ کسی اور سے منسوب کرے تو اسے کافر او مشرک اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔

(اصل واصول شیعہ، ص:128)

چلئے بھائی آیت اللہ محمد حسین آل کاشف الغطاء (مصنف کتاب، اصل واصول شیعہ) نے خود ہی مسئلہ حل کردیا ملا باقر مجلسی جیسے سینکڑوں مصنفین اور لاکھوں اہل تشیع کو کافر اور مشرک قرار دے دیا۔ اب ہمیں اپنے قلم اور زبان کو تکلیف دینے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ گھر کا کام گھر میں ہی ہوگیا۔ لیکن میں نے ان کے

عقائد کا رد نہج البلاغہ سے کرنا ہے۔ لہٰذا دیکھتے ہیں کہ نہج البلاغہ ان عقائد کے بارے میں کیا حکم صادر کرتی ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

''اللہ نے انہیں موسلا دھار برسنے کیلئے بھیج دیا اس طرح کہ اس کے پاتے سے بھرے ہوئے بوجھل ٹکڑے زمین پر منڈلا رہے تھے اور جنوبی ہوائیں انہیں مسل مسل کر برسنے والے مینہ کی بوندیں اور ایک دم ٹوٹ پڑنے والی بارش کے بھالے برسا رہی تھی۔ تو اللہ نے سرسبز کھیتیاں اگائیں اور خشک پہاڑوں پر ہرا بھرا سبزہ پھیلا دیا۔''

(نہج البلاغہ، ص:281)

پھر فرماتے ہیں!

''بارالہا! ہمارے پہاڑوں کا سبزہ بالکل سوکھ گیا ہے اور زمین پر خاک اڑ رہی ہے ہمارے چوپائے پیاسے ہیں اور اپنے چوپالوں میں بوکھلائے ہوئے پھرتے ہیں اور اس طرح چلا رہے ہیں جس طرح رونے والیاں اپنے بچوں پر بین کرتی ہیں اور چراگاہوں کے پھیرے کرنے اور تالابوں کی طرف بصد شوق بڑھنے سے عاجز آگئے ہیں۔ ان چیخنے والی بکریوں اور ان شوق بھرے لہجے میں پکارنے والے اونٹوں پر رحم کر۔ خدایا تو راستوں میں ان کی پریشانی اور گھر میں ان کی چیخ وپکار پر ترس کھا۔ بارِ خدایا! جب کہ قحط سالی کے لاغر اونٹ ہماری طرف پلٹ پڑے ہیں اور بظاہر برسنے والی گھٹائیں آ کے بن برسے گزر گئی ہیں تو ہم تیری طرف نکل پڑے ہیں تو ہی دکھ درد کے ماروں کی آس ہے اور تو ہی ان التجا کرنے والوں کا سہارا ہے۔ جب کہ لوگ بے آس ہوگئے اور بادلوں کا اٹھنا بند ہوگیا اور مویشی بے جان ہوگئے۔ تو ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے اعمال کی وجہ سے ہماری گرفت نہ کر اور ہمارے گناہوں کے سبب ہمیں نہ دھر لے۔ اے اللہ! تو دھواں دھار بارشوں والے ابر اور

چھاجوں پانی برسانے والی برکھا رت اور نظروں میں کھب جانے والے بادل سے اپنے دامنِ رحمت ہم پر پھیلا دے۔ وہ موسلا دھار اور لگاتار ایسے برسیں کہ ان سے مری ہوئی چیزوں کو تو وہ زندہ کردے اور گزری ہوئی بہاروں کو پلٹا دے۔ خدایا ایسی سیرابی ہو کہ جو مردہ زمینوں کو زندہ کرنے والی۔ سیراب بنانے والی اور پاکیزہ و بابرکت اور خوشگوار اور شاداب ہو اور سب جگہ پھیل جانے والی۔ جس سے نباتات پھلنے پھولنے لگیں اور پتے ہرے بھرے ہوجائیں اور جس سے تو اپنے عاجز مسکین بندوں کو سہارا دے اور تو ہی وہ ہے جو لوگوں کے ناامید ہوجانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت کے دامن پھیلا دیتا ہے اور تو ہی مالی وارث اور اچھی صفتوں والا ہے۔ (نہج البلاغہ، ص:41-340)

ایک جگہ یوں فرماتے ہیں:

''تو ہم پر باران و برکت اور رزق و رحمت کا دامن پھیلا دے اور ایسی سیرابی سے ہمیں نہال کردے جو فائدہ بخشنے والی اور گھاس پات اگانے والی ہو......اور زمینوں کو جل تھل کردے اور ندی نالے بہادے اور درختوں کو برگ و بار سے سرسبز کردے اور نرخوں کو سستا کردے بلاشبہ تو جو چاہے اس پر قادر ہے۔'' (نہج البلاغہ، ص:393)

برادرانِ ملت شیعان علی کا عقیدہ ہے کہ بارش حضرت علیؓ برساتے ہیں پتے حضرت علیؓ اگاتے ہیں، پھل حضرت علیؓ اگاتے ہیں، بلکہ تمام امورِ دنیا نہ صرف حضرت علیؓ کرتے ہیں بلکہ تمام معصومین جو کہ امامت کے درجے پر فائز ہیں کرتے ہیں، رزق کی تقسیم بھی امام ہی کرتے ہیں۔

جبکہ حضرت علیؓ ان تمام عقائد کو باطل قرار دے کر اللہ رب العزت سے بڑی عاجزی اور ادب سے یہ سب چیزیں مانگ رہے ہیں اور رو رو کر گڑگڑا کر جانوروں اور پودوں کی حالت زار کا واسطہ دے کر بارش مانگ رہے ہیں۔

خدایا کون سچا ہے؟ حضرت علیؓ یا نام نہاد شیعان علی۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ علیؓ سچے ہیں۔ رسولِ خداؐ سچے ہیں قرآن مجید فرقان حمید سچا ہے۔ یہ تینوں یک زبان ہیں اور شیعان علی کسی اور ہی کی زبان بول رہے ہیں۔ لہٰذا کہنا پڑتا ہے کہ شیعان علی جھوٹے، مکار اور گستاخان، خدا رسولؐ اور منکرین خدا ہیں۔

17)......عقیدہ شیعان علی:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت ھی بخشش کا ذریعہ ھے

قرآن پاک کی آیت جس کا مفہوم ہے کہ ''میں تم سے اس کا کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ میری قرابت کا محبت کا لحاظ رکھو'' کی غلط تفسیریوں کی جاتی ہے کہ آئمہ معصومین اور آل محمدؐ سے محبت ہی ذریعہ نجات ہے۔ جسے ان ہستیوں سے محبت اور اُسے کوئی عبادت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ دنیا کے تمام برے کام بھی اسے اُخروی نجات سے محروم نہیں کرسکتے۔

حالانکہ اس آیت کی تفسیر مفسرین نے یہ کی ہے کہ:

''میں کارِ نبوت کے بدلے میں قریش سے کوئی اجرت نہیں مانگتا جو میرے راستے میں طرح طرح کے روڑے اٹکا رہے ہیں بلکہ انہیں اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ قرابت کا لحاظ رکھتے ہوئے میری مخالفت سے باز آجائیں۔''

حضرت علیؓ قرابت کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں!

''حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے اگرچہ اُن سے کوئی قربت نہ رکھتا ہو اور اُن کا دشمن وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے اگرچہ نزدیکی قرابت رکھتا ہو۔'' (نہج البلاغہ، ص:837)

لہٰذا ثابت ہوا کہ نجات صرف رسولِ خداؐ کی پیروی میں ہے۔ صرف زبانی محبت کے دعوے اور واویلا، نجات نہیں دلاسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت علیؓ کے فرمان

کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کی مکمل پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

امت مسلمہ کے شاہینو! اگر آپ نے پچھلے صفحات غور سے پڑھے ہوں اور تعصب کی سیاہ چادر اتار پھینکی ہو تو آپ نے اندازہ لگایا ہوگا کہ اہل تشیع کے تمام عقائد ونظریات ایک طرف اور حضرت علیؓ کے عقائد ونظریات دوسری طرف ہیں۔ یعنی قرآن اور حدیث اور امام المتقین کی پکار ایک ہے۔ اُن تینوں کے کلام میں کمال یکسانیت اور مکمل ہم آہنگی ہے اور اعلیٰ درجے کا دلنشین ربط ہے۔ ربط کیوں نہ ہو جو منشا قرآن کا ہے حضورؐ نے اسی کی تعلیم دی اور اسی پر عمل کر کے دکھایا اور ناطق قرآن چونکہ حضورؐ کے مصاحب خاص تھے لہٰذا آپؑ کے اقوال وکردار کی مکمل جھلک قرآن اور حدیث ہی کی نظر آتی ہے اور یہ کوئی عجیب بھی نہیں محب محبوب کا نقال ہی تو ہوتا ہے۔ صاحبانِ عقل! کیا شیعان علی اس نام کے مصداق ہیں۔ کیا وہ شیعان علی کہلانے کے مستحق ہیں۔ قطعاً نہیں۔ بلکہ اپنے نظریات وعقائد کے مطابق تو وہ دشمنانِ علی اور دشمنانِ اسلام جیسے نام رکھنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ اور حقیقی شیعان علی اور شیعان محمدؐ کہلانے کے مستحق صرف ہم ہیں کیونکہ محمدؐ وعلیؓ کے اقوال وسیرت کی پیروی کرنے والے ہم۔ اُن سے دلی محبت کرنے والے ہم۔ اُن کا حقیقی احترام کرنے والے ہم۔ اُن کے مشن کو جاری رکھنے والے ہم اُن کے منشور کو اس دنیا پر نافذ کرنے کے لئے جان ومال کی قربانی دینے والے ہم

اور شیعان علی کہلانے والے وہ (دودھ پیتے مجنوں) ستم یہ کہ طعنہ ہمیں دیا جاتا ہے کہ ہم بغض علیؓ رکھتے ہیں۔ یعنی...... ''چور پکارے چور چور''

نوجوان دوستو! سبائی فرقے کے ان اندھیرے کے تاجروں کو بتادو کہ اب حقیقت کا نیئر تاباں طلوع ہو چکا ہے۔ اندھیروں کی بدنما بساط لپٹ چکی ہے۔ سچ نے جھوٹ پر مکمل فتح پالی ہے۔ جھوٹ دُم دبا کر بھاگ چکا ہے۔ اب تم اپنی بازی ہار چکے

ہو۔ اسی لئے منہ چھپاتے پھرتے ہو۔ ہم نے حقیقت پالی ہے۔ نجات کا راستہ روشن ہو چکا ہے۔ سیدھی راہ نے نشانِ منزل سمجھا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کھا کر ہمیں برے راستوں سے بچا کر اچھے اور سچائی کے راستے پر چلا دیا ہے۔ امیرِ عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ، مورخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ، جبل استقامت، مردِ آہن مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ، مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہیدؒ جیسے سینکڑوں مجاہدوں کا خون چراغاں کئے ہوئے ہے۔ اب اندھیروں کا گزر، حق واضح اور روشن ہے۔

یہ وہ راستہ ہے جس پر محمدؐ اور آلِ محمدؐ چل کر قیامت تک کے انسانوں کے لئے نشان پا چھوڑ گئے ہیں۔ جو ان نشانات کی پیروی کرے گا کامیابی صرف اُسی کا مقدر ہوگی اور ان لوگوں کی قسمت میں ناکامیوں کے سوا کچھ نہیں آئے گا۔ جو نام تو ہمارا لیں اور تابع فرمان شیطان کے ہوں۔

قارئین کرام! اس کتاب میں صرف چند عقائد اور نظریات پر بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ شیعان علیؓ کے عقائد من گھڑت، فرضی اور گندے ذہنوں کی پیداوار ہیں۔ حضرت علیؓ اور آلِ محمدؐ کا ان عقائد اور نظریات سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں۔

یوں تو اہل تشیع کے سب عقائد مثلاً بداء، سجدہ گاہ، نماز میں درود وسلام کے علاوہ کچھ نہ پڑھنا، نماز میں ہاتھ کھلے چھوڑنا، نماز میں استقبال زیارات کرنا، وضو کا طریقہ جیسے درجنوں عقائد ونظریات کا رد انہی کی کتابوں سے کیا جاسکتا تھا۔ لیکن مجھے احساس ہے کہ آج کے کمپیوٹر کے دور میں بڑی اور ضخیم کتابیں پڑھنے کا وقت نوجوان نسل کے پاس کہاں جبکہ میرا مخاطب بھی نوجوان ہی ہے۔ اس لئے کتاب میں انتہائی اختصار سے دلائل دیئے گئے ہیں۔ ورنہ صرف چند عقائد ہی میں جس طرح اہل تشیع جھوٹے ثابت کئے گئے ہیں اس طرح اُن کا تمام مسلک ہی جھوٹا، فتنہ پرور ثابت کیا

جا سکتا ہے اور اس کام کیلئے قرآن وحدیث کو تکلیف دینے کی قطعاً ضرورت نہ ہوگی بلکہ نہج البلاغہ اور دوسری معتبر کتب اہل تشیع سے ہی سارا آپریشن مکمل ہوجائے گا۔

اگر خدا نے توفیق دی تو انہی عقائد ونظریات پر پھر کبھی قلم اٹھاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچ سمجھنے، سچ لکھنے اور سچ کہنے کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے جس مقصد جلیل کے لئے امام حسینؓ نے اپنا سب کچھ قربان کردیا اس مقصد کو زندہ رکھنے کا جذبہ وتوفیق بخشے۔ آمین ثم آمین وما توفیقی الا باللہ

احقر خالد حسین

تواریخ ایام وفات نامور صحابہ کرامؓ

وفات خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیقؓ	22 جمادی الثانی 13 ہجری
شہادت خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروقؓ	یکم محرم 24 ہجری
شہادت خلیفہ سوم سیدنا عثمان ذوالنورینؓ	18 ذوالحجہ 35 ہجری
شہادت خلیفہ چہارم سیدنا علی المرتضٰیؓ	17 رمضان 40 ہجری
وفات خلیفہ پنجم سیدنا حسنؓ	15 رمضان 49 ہجری
وفات خلیفہ ششم سیدنا امیر معاویہؓ	22 رجب 60 ہجری

خلاصہ کتاب

اُن قارئین کرام کے لئے جو پوری کتاب پڑھنے کی زحمت نہ کرسکیں (17) عقائد کے بارے میں مختصر تبصرہ درج کیا جارہا ہے۔ جن کے بارے میں کتاب میں دلائل دے کر بحث کی گئی ہے۔

عقیدہ نمبر 1:

حضرت علیؓ کے خطبات سے معلوم ہوا کہ رب اللہ ہے اور اللہ رب ہے اور مدد صرف اور صرف اللہ ہی سے مانگنی چاہیے خود حضرت علیؓ یا کسی اور سے مدد مانگنا شرک ہے۔

عقیدہ نمبر 2:

حضرت علیؓ کے خطبات نے ثابت کردیا کہ اماموں پر وحی آتی ہے یا فرشتے اترے ہیں سب باطل عقائد ہیں۔ وحی صرف انبیاء پر آتی تھی اور رحلت رسولؐ کے بعد اس کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ اب اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے وہ ختم نبوت کا منکر اور دائرہ اسلام سے خارج تصور ہوگا۔

عقیدہ نمبر 3:

نبوت کے بعد خدا نے کسی کو امام مقرر نہیں کیا نہ رسولؐ نے کسی کو امام منصوص من اللہ قرار دیا ہے۔ حضرت علیؓ نے اس سلسلہ میں وضاحت فرمادی ہے۔ اور اقوال و اعمال سے صاف ظاہر ہوگیا ہے۔ ہاں عام معنوں میں آئمہ جنہیں اثنائے عشری کہا جاتا ہے۔ ہمارے بھی امام اور قابل تقلید ذوات ہیں۔

عقیدہ نمبر 4:

حضرت علی نے فرمادیا کہ علم غیب صرف اور صرف خدا کو معلوم ہے مخلوق میں کسی کے پاس علم غیب نہیں ہے اور یہ صفات باری تعالیٰ میں سے ایک صفت خاص ہے۔ مخلوق میں اس کا ہونا محال ہے۔

عقیدہ نمبر 5:

امام معصوم عن الخطاء ہیں کے بارے میں حضرت علیؓ کے خطبات سے علم ہوا کہ معصوم صرف انبیاء و رسل ہیں باقی کوئی بھی انسان اس صفت سے متصف نہیں۔

عقیدہ نمبر 6:

حضرت علیؓ تمام اصحابؓ رسول کو نہ صرف مسلمان سمجھتے تھے بلکہ اُن کا دل و جان سے احترام کرتے تھے جن میں خلفاء ثلاثہ سرفہرست ہیں اور جو لوگ آپؓ (حضرت علیؓ) کے خلاف صف آرا تھے انہیں بھی صرف فتنے میں ملوث خیال فرماتے تھے نہ کہ مرتد یا کافر

عقیدہ نمبر 7:

حضرت علیؓ نے مصیبت میں رونے چلانے والوں پر سخت ناراضگی کا اظہار فرما کر ماتم حسینؓ کرنے والوں کو یہ درس دیا ہے کہ رونا چلانا اجر و ثواب کا کام نہیں بلکہ خسارے کا سودا ہے۔

عقیدہ نمبر 8:

حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے خلیفہ بننے کے طریقہ کار کو پسند فرما کر اپنے مخالفین کو بطور دلیل حوالہ دے کر ساتھ دینے کا حکم دیا۔

عقیدہ نمبر 9:

حضرت علیؓ نے مشکل اور مصیبت کے وقت اپنے اللہ کو پکارا۔ نہج البلاغہ کے مطالع سے جو چیز معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ اہل تشیع کے مشکل کشا پوری زندگی مشکلات کا شکار رہے اور اپنے اور ہمارے مشکل کشا (اللہ) سے مدد مانگتے رہے۔ آپؓ نے اپنے خطبات میں اس بات کا رد فرما دیا کہ تمام امور علیؓ انجام دیتے ہیں بلکہ حقیقی کارساز اللہ ہی ہے۔ اس کے آگے سب بے بس ہیں۔

عقیدہ نمبر 10:

حضرت علیؓ نے نہج البلاغہ میں بار بار ارشاد فرمایا کہ اللہ کو بغیر کسی انسانی واسطے اور وسیلے کے پکارو، وسیلہ صرف نماز اور اطاعت رسولؐ ہے اور نیک اعمال وسیلہ قربِ الٰہی ہیں۔

عقیدہ نمبر 11:

حضرت علیؓ نے قرآن اور حدیث کو مآخذ دین قرار دے کر ثابت فرمادیا کہ قرآن اور حدیث مکمل اور ناقابل تحریف مآخذ ہیں۔

عقیدہ نمبر 12:

آپ ﷺ کے ارشادات سے معلوم ہوا کہ علم غیب صرف خدا کی صفت ہے۔
حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ سمیت کسی کو علم غیب نہیں دیا گیا اور نہ ہی جانتے ہیں۔

عقیدہ نمبر 13:

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ موت کا وقت مقرر اور اٹل ہے۔ اُس میں نہ تاخیر ہے نہ وہ وقت سے پہلے آسکتی ہے۔

عقیدہ نمبر 14:

حضرت علیؓ نے گالم گلوچ کرنے والوں کی سخت مذمت فرما کر ثابت کیا کہ

گالی عام انسان کو دینا بھی ذلالت ہے چہ جائیکہ امت کے سرکردہ افراد کو جو اصحاب رسولؐ کا شرف خاص بھی رکھتے ہوں اور بدری صحابہؓ کہلاتے ہوں بلکہ آپؐ نے فرمایا کہ انسان کی شخصیت اس کی زبان کے نیچے ہے یعنی اچھی گفتگو کرنے والا اچھا انسان شائستہ گفتگو شائستگی کی علامت جبکہ فحش اور ناشائستہ گفتگو ناشائستگی کی علامت قرار پائی اور اہل تشیع کے حصہ میں آئی۔

عقیدہ نمبر 15:

حضرت علیؓ نے اپنے خطبات میں اپنے اصحاب کو شرک سے بچنے کی بار بار تلقین فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ امت مسلمہ کہلانے والے لوگ بھی شرک میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ اہل تشیع۔

عقیدہ نمبر 16:

بارش حضرت علیؓ برساتے ہیں جیسے عقائد و نظریات کا رد اتنے خوبصورت انداز میں حضرت علیؓ نے خود کر دیا ہے کہ اُن کے خطبات پڑھتے ہوئے راقم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اللہ تعالیٰ کی جلالت و عظمت کا بھرپور ادراک ہونے کے ساتھ ہر انسان کا خدا کے سامنے بے بسی کا منظر سامنے نظر آیا۔ خواہ وہ حضرت علیؓ ہی کیوں نہ ہوں۔

عقیدہ نمبر 17:

حضرت علیؓ نے اپنے خطبات میں نیک اعمال اختیار کرنے پر بہت زور دیا ہے بلکہ فرماتے ہیں نجات اچھے اعمال میں ہے نہ کہ حضورؐ کی قرابت میں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ آل محمدؐ سے صرف زبانی نعروں (رونا پیٹنا) کی محبت جو دس دن رہے آخرت میں کامیابی دلا دے گی عجب بے تکی منطق ہے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

حدیثِ دل

قارئین کرام! یہ کتاب میری پہلی کوشش ہے جو شاید آخری بھی ہو۔ میں نہ کوئی زیادہ پڑھا لکھا آدمی ہوں اور نہ بہت زیادہ معلومات رکھتا ہوں۔ اپنے بہت قریبی عزیز وقتاً فوقتاً میرے ہاں آتے اور ایک آدھ باطل عقیدہ اگل جاتے۔ راقم کچھ سوالات پوچھتا لیکن مذکورین اُن کے جوابات آئندہ پر ملتوی کر دیتے۔ اگلی ملاقات میں پھر کوئی شوشہ چھوڑتے اور میرے سوالات دھرے کے دھرے رہ جاتے۔

چونکہ احقر نے اُن کے تمام باطل عقائد اور نظریات کا بغور مطالعہ کیا ہوا تھا لہٰذا اُن کی ہر موقع پر کی ہوئی گفتگو کا اصل مفہوم مجھ پر آشکار ہوتا تھا۔ لیکن میرے چند ہم مسلک عزیز و اقارب اور دوست و احباب ''جو اُن کے خبث باطن سے واقف نہیں'' ان کی وکالت کیا کرتے تھے۔ یوں میں اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا کر رہ جاتا تھا۔ مجھے ان باطل عقائد کے حامل اُعدا کے باطل نظریات سوالات اتنا دکھی نہ کرتے تھے جتنا کہ میرے ہم مسلک بزرگوں اور دوستوں اور علماء کرام کی مدافعانہ گفتگو سے رنج ہوتا تھا۔

چنانچہ پچھلے دنوں دو تکلیف دہ اور ناخوشگوار واقعات میرے ساتھ پیش آئے آخر تنگ آ کر میں نے اپنے مطالعہ کے نچوڑ کو کتابی شکل دینے کا فیصلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے قدم قدم پر میری رہنمائی اور دستگیری فرمائی اور ایک ناقابل تردید حقیقت معرضِ وجود میں آ گئی جس کا نام ہے ''شیعان علی بمقابلہ حضرت علیؓ''

عزیزانِ گرامی! مجھے نہ مصنف بننے کا شوق ہے اور نہ ہی کہلانا پسند کرتا ہوں صرف اندر کا دکھ اور تڑپ آپ کے سامنے رکھا ہے۔ بقول شاعر

دل سے جو نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

کہ شاید کسی کو آخرت یاد آ جائے اور اپنے عقائد کو تعلیماتِ قرآن و حدیث اور حضرت علیؓ کے مطابق سنوار لے۔ ایک دانشور کا قول اپنے علم کی حقیقت واضح کرنے کیلئے کوٹ کر رہا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

''میں دانشوروں سے ملا اور اندازہ ہوا کہ وہ کچھ نہیں جانتے، لیکن اپنی لاعلمی کو علم سمجھ رہے ہیں، میں اساتذہ سے ملا وہ بھی کچھ نہ جانتے ہوئے اپنی لاعلمی کو علم سمجھ رہے تھے۔ میں ڈاکٹروں، انجینئروں، علماء کرام، خطباء حضرات حتیٰ کہ فلسفیوں سے ملا اور پتہ چلا کہ وہ سب کچھ نہ جانتے ہوئے بھی اپنے آپ کو عالم سمجھتے ہیں۔''

کسی نے دانشور سے پوچھا آپ اپنے بارے میں کیا کہتے ہیں، اس نے جواب دیا ''جانتا میں بھی کچھ نہیں لیکن مجھ میں اور اُن میں فرق یہ ہے کہ میں اپنی جہالت کو علم نہیں کہتا۔''

اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما۔

آمین

احقر

سید خالد حسین